حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ملفوظات میں سیرت کے نقوش: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Traces of Prophet's Seerah In The Saying of Hazrat Baba Fariduddin Masood Ganj Shakar (R.A)

ڈاکٹر محمد زیارف
معلم، گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، سالمی تجال، مری
mziarif69@gmail.com

Abstract

In the Indian subcontinent soufis have always enjoyed a highly respected status. The travel to distance regions and dedicated the lives to the propagation of Islam, guiding thousands of people to embrace Islam. Among them Hazrat Baba Fariduddin Masood Ganj Shakar (RA) hold a distinguished place as the special disciple of Hazrat Khawja Qutbuddin Bakhtiyar Kaki(RA). He established a centre of da'wah in Ajodhan (Pakpattan), where countless people accepted Islam, under his influence. His teaching and spiritual advice have been compiled and are known as 'Malfuzat' . This paper critically examine the traces of ' Seerah of Prophet' reflected in his Malfuzat.

Keyword: Sufism, Malfuzat, Seerah of Prophet, Baba Fariduddin Ganj Shakar, Islamic teaching, Indian subcontinent

اسلام کی پہلی صدی میں ہی شریعت کے شانہ بشانہ طریقت کا سفر جاری ہو گیا تھا۔ طریقت سے وابستہ صوفیاء کرام کے نزدیک تزکیہ نفس کے لیے مجاہدے اور مراقبے کی بہت اہمیت رہی ہے۔ صوفیاء اپنے مرشد کی نگرانی میں اپنا باطنی سفر طے کرتے رہے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کا ماحول بھی تصوف کے لیے بہت ساز گار رہا ہے۔ یہاں پر سلسلہ طریقت کے نامور بزرگوں نے اپنی ساری ساری زندگی دین کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کیے رکھی۔

ظہورِ اسلام کے بہت بعد کی صدیوں تک برصغیر پاک و ہند کفر و شرک کے اندھیروں میں ڈوبا رہا۔ برصغیر پاک و ہند میں توحید کی شمع روشن کرنے میں صوفیاء کرام نے بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ صوفیاء مختلف اوقات میں اسلامی دنیا کے کونے کونے سے دعوت و تبلیغ کا مشن لے کر برصغیر میں تشریف لاتے رہے۔ یہ صوفیاء کرام عمر بھر کفر و شرک میں لپٹی ہوئی انسانیت کو خدائے واحد کے احکام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ سے روشناس کراتے رہے۔

برصغیر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے جو بزرگان دین تشریف لائے، ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت بلند ہے۔

یہاں کے دیگر صوفیاء کرام میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند پایہ صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ آپ برصغیر میں چشتی سلسلے کے بانی مانے جاتے ہیں۔ آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے اور آپ کے تبلیغی مشن کو جاری رکھا۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بہت معروف ہوئے۔ اس حوالے سے مترجم اسرار الاولیاء رقم طراز ہیں کہ :

> "چشتیہ سلسلہ کا تخم برصغیر میں حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی نے لگایا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اس کی آبیاری کی اور اس کو پروان چڑھایا اور خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر نے اس کو ایسا تناور اور گھنا درخت بنادیا کہ اس کی شاخیں صرف برصغیر پاک و ہند کے چپہ چپہ میں نہیں بلکہ بیرون ممالک میں بھی سایہ فگن ہیں"۔[1]

[1] ۔ حضرت بابافرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، مرتب۔ بدرالدین اسحاق، مترجم۔ محمد معین الدین دردائی، (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1975ء)، 12.
Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ. Edited by Badr al-Dīn Isḥāq. Translated by Muḥammad Muʿīn al-Dīn Dardāʾī. Karachi: Nafīs Academy, 1975, 12.

ملفوظات کا مفہوم

ملفوظ عربی زبان کے "لفظ" سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں، وہ آواز جو منھ سے نکلے، کلمہ جو زبان سے نکلے، فقرہ، بات۔[2] فوائد الفواد میں ہے کہ: "بزرگوں کے ارشاد اور قول کو اصطلاحاً "ملفوظ" کہتے ہیں"۔[3]

ملفوظ کی جمع 'ملفوظات' ہے۔

چونکہ صوفیاء کرام کی خانقاہیں ہمہ وقت، ہر خاص و عام کے لیے کھلی ہوتی تھیں، اس لیے لوگوں کی بڑی تعداد بزرگانِ دین اور صوفیاء کی خانقاہوں میں حاضر رہتی تھی۔ ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کے لیے درس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ درس میں شامل مریدین اپنے مرشد کے ارشادات کو لکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ بعد میں یہی ارشادات مرتب کیے جاتے رہے اور انہیں "ملفوظات" کا نام دیا گیا۔

برصغیر پاک و ہند میں تصوف کے چاروں سلاسل کے نامور صوفیاء کرام نے اپنے اپنے زمانے اور علاقے کی مناسبت سے دعوت و تبلیغ کا مشن انجام دیا۔ ان بزرگوں نے اپنے ارشادات عالیہ اور اخلاق نبویہ کے ذریعے سے کفر میں ڈوبے دلوں کو رام کیا۔ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر توحید الٰہی سے روشناس کرایا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ 584 ہجری میں کھیتوال کے مقام پر پیدا ہوئے۔ یہ علاقہ ملتان کے قریب واقع ہے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ جمال الدین سلیمان تھا، جو بڑے عالم، فاضل اور دین دار بزرگ تھے۔ وہ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں کابل سے ملتان تشریف لائے۔ آپ کے علم و فضل کو دیکھتے ہوئے سلطان شہاب الدین غوری نے آپ کو کھیتوال کا قاضی مقرر کر دیا۔ یہیں آپ نے بی بی قرسم خاتون سے شادی کی۔

[2] ۔ ریختہ ڈکشنری ڈاٹ کام/ Rekhta Dictionary.com

[3] ۔ خواجہ نظام الدین اولیاء، فوائد الفواد، مرتب۔ خواجہ امیر حسین علا سجزی، مترجم۔ خواجہ حسن ثانی نظامی (دہلی: اردو اکادمی، 1990ء)، 38
Khwājah Niẓām al-Dīn Awliyāʾ. Fawāʾid al-Fuʾād. Edited by Khwājah Amīr Ḥasan ʿAlā Sijzī. Translated by Khwājah Ḥasan Thānī Niẓāmī. Delhi: Urdu Academy, 1990, 38.

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ قرسم خاتون بہت دین دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ چھوٹی عمر میں ہی والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا، اس لیے آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ کو اٹھانی پڑی۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کھیتوال میں حاصل کی۔ آپ صرف سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم کے ساتھ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ ان کی والدہ نے مزید تعلیم کے لیے ملتان بھیج دیا۔ اس زمانے میں ملتان علم و ادب کا مرکز تھا، جہاں بڑے بڑے نامور علماء کرام موجود تھے۔

ملتان میں آپ نے اپنے وقت کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا منہاج الدین ترمذی سے کسب فیض کیا۔ آپ نے نہایت قلیل مدت میں تفسیر، حدیث، اصول معانی، فلسفہ، منطق، ریاضی اور ہیئت میں مہارت حاصل کر لی۔

تعلیم سے فارغ ہو کر آپ دہلی تشریف لے گئے، جہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نے اپنے مرشد سے بہت فیض حاصل کیا اور بہت جلد روحانی ترقی کی منازل طے کیں۔

آپ اپنے مرشد کے حکم پر دعوت و تبلیغ کا مشن لے کر پہلے ہانسی گئے اور بعد ازاں اجودھن (پاک پتن) تشریف لے آئے۔ اجودھن میں آپ نے مستقبل قیام فرمایا۔ روایت ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ اور پند و نصائح سے ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کے آستانے پر ہر وقت تِشنگانِ علم کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ اپنا اکثر وقت مریدین کو وعظ و نصیحت میں گزارتے تھے۔ آپ نے شاعری بھی کی۔ آپ کو پنجابی زبان کا پہلا شاعر مانا جاتا ہے۔ آپ کا وصال 4 محرم الحرام 664ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار پاک پتن میں ہے جو صدیوں سے مرجع خلائق ہے۔ آپ کی ساری زندگی اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف رہی۔ آپ کی خانقاہ میں ہر خاص و عام کی تربیت کا اہتمام تھا۔ آپ کے حلقہ درس میں ہر وقت تِشنگانِ علم کا ہجوم رہتا تھا۔ درس میں شامل مریدین آپ کے ارشادات کو برکت اور فیض رسانی کے لیے تحریر کرتے رہتے تھے۔ آپ کے یہ ملفوظات جمع آوری کے بعد اسرار الاولیاء اور راحت القلوب کے نام سے شائع ہوئے۔

اسرار الاولیاء

اسرار الاولیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ان ملفوظات پر مشتمل نسخہ ہے، جو ان کے خلیفہ خاص، خادم اور داماد حضرت بدر اسحاق رحمہ اللہ نے مرتب کیا۔ یہ حضرت کے ملفوظات کی مستند کتاب ہے۔ اس کتاب کا فارسی سے اردو ترجمہ پروفیسر محمد معین الدین دردائی نے کیا۔ انہی کا ترجمہ شدہ نسخہ راقم کے زیر مطالعہ ہے۔

راحت القلوب

راحت القلوب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ان ملفوظات پر مشتمل نسخہ ہے، جو ان کے خلیفہ اور مرید خاص سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے 656ھ بمطابق 1258ء میں مرتب کیا۔ 1911ء میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے مرید اور خلیفہ سید محمد ارتضیٰ المعروف ملا واحدی نے اس فارسی کتاب کا اردو ترجمہ "بزم فرید" کے نام سے کیا۔ اسی بزم فرید کا خواجہ عابد نظامی کا تصحیح شدہ نسخہ، جو دوسری بار محرم الحرام 1406ھ بمطابق 1986ء میں شائع ہوا؛ راقم کے پیش نظر ہے۔ زیر نظر مضمون میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے ان مجموعوں میں شامل ملفوظات میں سیرت طیبہ کے نقوش تلاش کیے گئے ہیں۔

ملفوظاتِ فرید میں سیرت کی پیش کش

سیرت النبی کا موضوع بہت وسیع ہے۔ اس کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے وصال تک، حیات مبارکہ کی پوری تفصیل اپنی مکمل جزئیات کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کاملیت ،اکملیت اور جامعیت کا مرقع ہے؛ جس پر سیرت نگاروں نے دنیا کی ہر زبان میں، دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کہ میں بھی سیرت رسول کے اجزا پھیلے ہوئے ملتے ہیں۔ سیرت کے یہ اجزا دو شکلوں میں ہیں؛ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سے واقعات اور دوسرے مختلف موضوعات کی مناسبت سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی گئی ہیں۔ اس مضمون میں حضرت کے ملفوظات میں شامل واقعات و

احادیث کسی صحت، معیار اور جواز کی چھان پھٹک کے بغیر، من و عن پیش کیے گئے ہیں۔ آئندہ صفحات میں سیرت کے ان بیانات کو مختلف ذیلی عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

شمائل و خصائل نبویہ

شمائلِ نبویہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری شکل و صورت، وضع، لباس، تبسم، اندازِ تکلم و گفتار، نشست و برخاست، آپ کے جملہ عادات و خصائل اور مجموعی شخصیت کا خوب صورت بیان پایا جاتا ہے۔ شمائل نبوی کا مطالعہ صرف ظاہری حسن سے آگاہ نہیں کرتا بلکہ اس حسن کے پیچھے موجود روحانی شکوہ و جلال اور نورِ نبوت کی جھلک بھی ظاہر کرتا ہے۔ آئندہ سطور میں بابا فرید گنج شکر کے ملفوظات میں شمائل و خصائل نبوی سے متعلق مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

حال و استغراق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل بھی غور و فکر، مشاہدے و مراقبے اور عبادت و ریاضت کی غرض سے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ روایات میں ملتا ہے کہ پہلی نزول وحی کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تشریف فرما تھے۔ کہا جاتا ہے کہ خلوت؛ جذب و کیف اور حال و استغراق میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی پیروی میں صوفیا نے اس کا اس قدر اہتمام کیا کہ بعض تارکِ دنیا ہو کر جنگل و بیابان مین نکل گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے ملفوظات میں مریدین کے تزکیہ و اصلاح کے واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت سے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ:

> " ایک مرتبہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر حال کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس حال کی کیفیت میں وہ اپنے حجرے سے باہر نکل آئے۔ مدینہ کے باہر ایک نیا باغ اور اس میں ایک کنواں تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور کنویں میں پیر لٹکا کر عالم احوال میں متحیر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے"۔[4]

[4] ۔4۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 47-48

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyā’, 47-48.

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی بہشت کو میرے سامنے رکھ دیا گیا تھا، اس کے نظارے میں؛ میں مستغرق تھا۔ اس میں یاقوت کا ایک محل میں نے دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا اور اس سے ملحق چار دوسرے قصر بھی تھے۔ میں نے ان محلوں کے بارے میں پوچھا کہ کس کے لیے ہیں؟ جواب ملا ان میں سے ایک تو تمہارے لیے ہے (اے میرے حبیب) اور بقایا چار تمہارے چار یاروں کے لیے بنوائے گئے ہیں۔ یہ سن کر میں پھولا نہیں سمایا اس بنا پر میں کہہ رہا ہوں کہ ہم لوگ تمام وقت ایک جگہ رہیں گے"۔[5]

خشیت الٰہی

خشیت الٰہی ایمان کی معراج ہے۔ یہ صرف اللہ کے ڈر سے عبارت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور کبریائی دل میں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مکمل بندگی کے لیے پیش کرنے کا نام ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ((اور جو اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرتا ہو اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔[6]))

ایک درس کے دوران میں حضرت شیخ نے بیان فرمایا کہ:

"خواجہ عالم (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے اپنا حبیب کہا ہے۔ اسی عظمت اور بزرگی کے باوجود، جب ان پر خدا کا خوف غالب آتا تھا، تو وہ ایسا مستغرق ہو جاتے تھے کہ: نہ رات کو رات سمجھتے تھے اور نہ دن کو دن جانتے تھے۔ کتنی راتیں انہوں نے کھڑے کھڑے نماز پڑھتے ہوئے گزار دیں۔ یہاں تک کہ پائے مبارک پھٹ جاتے تھے، اور خون جاری ہو جاتا تھا؛ اسی حالت میں انہوں نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے فرمایا، کہ اے دوستو! اگر قیامت کے دن مجھ کو اور بھائی عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈال دے، تو اسے کان روکنے والا ہے؟

---

[5] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، مرتب۔ بدر الدین اسحاق، مترجم۔ محمد معین الدین دردائی، (بحوالہ بالا)، 47-48

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 47-48.

[6] ۔ سورۃ الرحمٰن:46

سورۃ الرحمٰن:46/ Sūrat al-Raḥmān 55:46.

وہ تو مالک الملک ہے؛ پس اگر وہ اپنے ملک میں کسی طرح کا تصرف کرے تو وہ ظلم تھوڑا ہی ہو گا، البتہ ظلم تو یہ ہو گا کہ کوئی ملک گیری میں تصرف کرے"۔[7]

فقر و استغنا

اللہ کریم تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام جانوں کی بادشاہت اسی کو سزاوار ہے۔ وہ بے نیاز ہے اور انسان ہر لمحے نیاز مند اور محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشا یہ ہے کہ انسان بہ تقاضائے عبدیت اس کے سامنے عاجز بن کر رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

((اے لوگو! تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا گیا ہے۔[8]))

اس آیت کے مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی پوری زندگی فقر اور درویشی میں گزاری۔ آپ نے ہمیشہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی آپ کا ارشاد ہے کہ (یا اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں وفات دے اور قیامت کے روز مسکینوں کے زمرے میں اٹھا۔[9])

صوفیاء کے ہاں بھی فقر و درویشی اور دنیا سے بے رغبتی کا رجحان ملتا ہے۔ ملفوظات سے مثالیں ملاحظہ کیجیے:

"ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے۔ حضرت جبرائیل وارد ہوئے اور کہا، اللہ تعالیٰ نے کہلا بھیجا ہے؛ کہ اے میرے حبیب! آپ فقراء کو دوست رکھیں، ان کو اپنے نزدیک رکھیں، ان لوگوں سے شفقت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ رہیں"۔[10]

---

[7] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 160

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyā', 160.

[8] ۔ سورۃ فاطر: 15/. Sūrat Fāṭir 35:15.

[9] ۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی: 2352

Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī. Jāmiʿ al-Tirmidhī, ḥadīth no. 2352.

[10] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 181

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyā', 181.

"درویشی وہ ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئی؛ کیونکہ انہوں نے اپنی خوشی سے فقر قبول کیا، اور کمبل پہنا۔ جب انہوں نے کمبل پہنا، تو حجابِ عظمت سے آسمان اول تک کے تمام فرشتوں کو کمبل پہننے کا حکم ہوا۔ فرشتوں نے کمبل پہننے کے بعد سر بسجود ہو کر عرض کیا، کہ خداوندا! ہم لوگوں کو آگاہی فرما کہ کس نیک بخت بندہ اور اپنے دوست کے لیے تو نے ہم لوگوں کو کمبل پہننے کا حکم دیا ہے؟ حکم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں؛ جو ہمارے حبیب ہیں اور جنہوں نے، آج درویشی قبول کر کے کمبل پہنا ہے"۔[11]

" اے درویش! حدیث شریف میں آیا ہے کہ، درویش صابر کی دو رکعت نماز، تونگر شاکر کی سات رکعت نماز سے زیادہ افضل ہے؛ اور شاکر تونگر وہ ہے، کہ جو کچھ دنیا میں اسے ملے؛ سب خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے"۔[12]

اخلاقِ نبویہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ ہے۔ قرآن کریم میں آپ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں ارشاد ہے:

((اور بے شک آپ ضرور عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔[13]))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(مجھے تو اس (مقصد) کے لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ اخلاقی اقدار کی تکمیل کر سکوں۔)[14]

---

[11] ۔ایضاً، 180/ Ibid., 180.

[12] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 181-182

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 181-182.

[13] ۔سورۃ القلم:04/ Sūrat al-Qalam 68:04.

[14] ۔البخاری:273/ Al-Bukhārī, ḥadīth no. 273.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے اپنے پرائے سب مستفید ہوئے۔ درج ذیل سطور میں حضرت بابا فرید گنج شکر کے ملفوظات میں اخلاق نبوی سے متعلق مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

بزرگوں کا احترام

اسلام میں اکرام مسلم کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو باہمی عزت و احترام کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں بوڑھے والدین کے سامنے اف کرنے کی اجازت نہیں۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے ؛وہ ہم میں سے نہیں۔[15])

تصوف میں بھی ادب کا مقام بہت بلند ہے۔ مریدین اپنے مرشد کے اشارے پر جان چھڑکتے ہیں۔ حضرت شیخ اپنے ملفوظات میں بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ قبل اس کے کہ کوئی شخص آنحضرت کو سلام کرے اور اپنا ہاتھ بڑھائے؛ آنحضرت اس سے پہلے ہی سب کو سلام کرتے اور ہاتھ پکڑ لیتے تھے"۔[16]

امت کی غم خواری

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بہت شفیق اور مہربان تھے۔ آپ کی اس خصوصیت کو قرآن کریم نے بڑے واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

---

[15] ۔ ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، الطحاوی: 2/133

Abū Jaʿfar Aḥmad ibn Muḥammad al-Ṭaḥāwī. Al-Ṭaḥāwī, 2/133.

[16] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 212

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 212.

((بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آ گئے ہیں، تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر بہت شاق ہے۔ تمہاری فلاح پر وہ بہت حریص ہیں۔ مومنوں پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہیں۔[17]))

آپ کو اپنی امت سے بے پناہ محبت تھی۔ وصال کے وقت بھی آپ کو صرف امت کی فکر ہی دامن گیر رہی۔ حضرت شیخ بیان کرتے ہیں کہ :

"اس وقت جبرئیل بھی حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا: اے جبرئیل!۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہو گا؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی؛ یا رسول اللہ! خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی امت کو میرے سپرد کر دو تا کہ قیامت کے روز میں ان کو تمھیں ویسا ہی واپس کر دوں، جیسی کی وہ تمھاری زندگی میں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، بس میرا مقصود یہی ہے"۔[18]

حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ:

"میں نے کان لگائے، تو سنا کہ فرماتے ہیں؛ اے خدا! محمد کی جان دینے کے طفیل، میری امت پر رحم فرما اور آخری وقت تک یہی فرماتے رہے"۔[19]

خصائص نبویہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ایسی بے شمار صفات سے متصف فرمایا جو کسی دوسرے انسان کے حصے میں نہیں آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لیے ہے۔ آپ امام الانبیاء ہیں۔ آپ کو معراج کی رات عرش بریں کا مہمان بنایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

---

[17] ۔ سورۃ التوبہ:128/ .Sūrat al-Tawbah 9:128

[18] ۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، مرتب۔ خواجہ نظام الدین اولیاء، مترجم۔ ملا واحدی دہلوی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1406ھ)، 172,173,174
Bābā Farīd al-Dīn Mas῾ūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb. Edited by Khwājah Niẓām al-Dīn Awliyāʾ. Translated by Mullā Wāḥidī Dehlawī. Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1406 AH, 172, 173, 174.

[19] ۔ ایضاً، 172-173-174/ .Ibid., 172-173-174

وسلم کو جو کتاب عطا کی گئی وہ تمام کتابوں کی سردار ہے، اور جو امت عطا کی گئی وہ ساری امتوں کی سردار ہے۔ قیامت کے دن جب نفسا نفسی کا عالم ہو گا، اس امت کے لئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ کی شان میں خود اللہ کا قرآن کریم کی آیت آیت گواہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

((اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔[20]))

آئندہ سطور میں بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ کے ملفوظات میں نبوی خصائص کے بیانات بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں.

نماز تہجد

حضرت شیخ اپنے مریدوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی اور امت مسلمہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"تہجد کی نماز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور لوگوں کے لیے سنت ہے۔ تہجد سحر کے وقت کی آٹھ رکعتوں کا نام ہے۔ جو سورت یاد ہو ان میں پڑھے، کچھ تعین نہیں ہے مگر خیال رہے کہ قرات دراز ہو؛ کیونکہ یہ آنحضرت کا معمول تھا"۔[21]

بوقت وصال عزرائیل کا اجازت طلب کرنا:

> "ملک الموت اندر آئے اور قدم بوس ہوئے، فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ؛ بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس کام کو آئے ہو؟ عرض کی کہ حضور کی زیارت کا مجھ کو حکم ہوا مگر ساتھ ہی یہ بھی تاکید کی گئی کہ جب تک اجازت نہ ملے اندر نہ جانا اور یہ عرض کرنا کہ اگر حضور تشریف لے چلنا چاہیں تو میں روح قبض کروں، ورنہ واپس چلا جاؤں۔ حضور نے فرمایا کہ اتنی دیر ٹھہرو کہ جبرئیل آجائیں"۔[22]

---

[20] ۔سورۃ الانشراح:04/ .Sūrat al-Inshirāḥ 94:04

[21] ۔بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، 172-173-174

Bābā Farīd al-Dīn Masʿūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb, 172-173-174.

[22] ۔ایضاً، 172-173-174/ .Ibid., 172-173-174

استقبال کی تیاریاں

”اس وقت جبرئیل بھی حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا! یا اخی کیف حالک ؟ عرض کی یارسول اللہ! فرشتے آسمانوں میں نور کے طباق لیے ہوئے آپ کی جان پاک کے منتظر ہیں۔ آسمان اور بہشت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی روحیں آپ کے استقبال کے لئے کھڑی ہیں۔ حوران بہشتی مشتاق دیدار ہیں۔ رضوان نے جنت آراستہ کی ہے تاکہ آپ تشریف لائیں“۔[23]

انبیاء سابقین پر فضیلت:

”جب موسی علیہ السلام کوہ طور پر آئے تو حکم ہوا کہ نعلین پیر سے اتار لو، تاکہ پہاڑ کی دھول تمہارے پیر میں لگے؛ اور اس سے تمہاری بخشش ہو۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں عرش کے نزدیک پہنچے تو حکم ہوا کہ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم !نعلین کو پہنے چلے آؤ، تاکہ تمہارے نعلین کا گرد عرش پر پہنچ جائے اور جنبش سے اس کو قرار مل جائے“۔[24]

”جب موسی علیہ السلام قبر سے اٹھیں گے تو مستانہ وار اٹھیں گے اور اس طرح اٹھنے سے عرش کا کنگرا ہل جائے گا؛ اور وہ خدا سے فریاد کریں گے کہ، خداوندا! مجھے اپنا دیدار کرادے، تاکہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔ حکم باری ہو گا، اے موسی! خاموش رہو۔ آج یوم حساب ہے۔ حساب کتاب کے بعد بہشت میں دیدار ہو گا، اور وہ بھی اس وقت؛ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت دیدار کرلے گی“۔[25]

---

[23] ۔ بابافرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، 172-173-174

Bābā Farīd al-Dīn Masʿūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb, 172-173-174.

[24] ۔ حضرت بابافرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 84

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 84.

[25] ۔ ایضاً، 84/ Ibid., 84.

"معراج کی رات جب رسول اللہ کے جسم مبارک پر خرقہ رکھا گیا، تو حکم ہوا کہ، اے محمد! تم یہ نہ جانو کہ تمہاری عزت اس خرقہ سے ہے، بلکہ تمہاری عظمت اور بڑائی کی بنا پر یہ خرقہ ہم نے تم کو عطا کیا ہے؛ تاکہ خرقہ کی عزت اور اعتبار تم سے ہو"۔[26]

معجزات نبویہ

اللہ رب العالمین نے تمام انبیاء علیہم السلام کی حقانیت دنیا پر واضح کرنے کے لیے انہیں معجزات عطا کیے۔ تمام انبیاء کے معجزات ان کی زندگی تک محدود رہے لیکن قرآن کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ زندہ اور آفاقی معجزہ ہے جو قیامت تک اپنی کامل صورت میں موجود رہے گا۔ انبیاء کرام کے معجزات کی طرح صوفیاء کرام کشف و کرامات پر یقین رکھتے ہیں۔ حضرت شیخ اپنے درس میں کرامات اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"اے درویش! ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف جا رہے تھے، اس جگہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریاں چرا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پہنچ کر ان سے تھوڑا دودھ مانگا۔ انہوں نے جواب دیا، میں کیسے دوں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں آتا ہوں، اگر تھوڑا دودھ دے دوگے تو کیا ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا، میں امانت دار ہوں اور مالک کی اجازت نہیں ہے؛ کہ میں دودھ کسی کو دوں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی بچہ بکری لاؤ جس کو تھن نہ ہوا ہو۔ عبد اللہ بن مسعود بکری لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کی پیٹھ پر پھیرا، اتنا دودھ اس بکری کو ہوا کہ جس کا کوئی حد اور

---

[26] ۔ایضاً، 112./ Ibid., 112.

حساب نہیں؛ اور جب تک وہ بکری زندہ رہی دن میں پانچ مرتبہ دودھ دیتی اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی وجہ سے ہوا"۔[27]

دلائل نبویہ

دلائل نبوی سیرت نبوی کا داعیانہ اور تربیتی پہلو ہے۔ اس سے مراد وہ تمام ذرائع ہیں جو نبوت کی صداقت، سیرت کے کمال اور رسالت کی حجیت پر دلیل بنیں۔ اللہ تعالی نے جمیع انسانیت کے لیے اپنے احکامات وحی کے ذریعے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیے جو ہمارے پاس قران مجید اور احادیث نبوی کی صورت میں موجود ہیں۔ یہ احادیث مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال آپ کے اعمال اور سنن کا وہ مجموعہ ہیں جو وحی الہی کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صادر ہوئے۔ احادیث مبارکہ نبوت کی دلیل، سیرت کی گواہی اور شرعی احکامات کی توضیح و تشریح کا واحد مستند ذریعہ ہیں، جو اپنی ہر حیثیت میں دلیل کا درجہ رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ نے اس منصب کو نہ صرف بطریق احسن نبھایا بلکہ نبھانے کا حق ادا کیا۔ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت کا بہترین اہتمام کیا۔ ترغیب و تشویق کے ذریعے انہیں اس بلند ترین مقام تک پہنچایا کی قرآن کریم ان کی بزرگی کا گواہ بن گیا۔ اللہ کریم نے دنیا میں ہی ان کے لیے اپنی رضا کا پروانہ جاری کر دیا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے اپنے ملفوظات میں کثرت کے ساتھ احادیث مبارکہ کو مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے۔

محبت الہی

حضرت شیخ کا بیان ہے کہ:

[27] ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 242-243

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 242-243.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہی ہے، جو صرف انہی قلوب کو بخشی جاتی ہے؛ جو اس کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔ ایک یہ قضائے قدرت ہے کہ محبت صرف عقل مندوں کے یہاں ٹھکانہ بناتی ہے"۔[28]

شیخ مزید فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ محبت ایک ایسی بساط ہے، جس پر صرف وہی لوگ قدم رکھ سکتے ہیں؛ جو کہ ہیزدہ ہزار عالم سے گزرنے پر سوائے محبتِ دوست کے اور کسی چیز کو حائل نہیں دیکھیں اور سب سے بیگانہ رہیں"۔[29]

علماء کا اعزاز واکرام

بابافرید فرماتے ہیں کہ: "حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔۔۔یعنی جس نے علم اور علماء سے محبت کی اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا"۔[30]

حضرت شیخ نے فرمایا کہ:

"اے درویش! حدیث شریف میں آیا ہے کہ 'عالم فقہاء' ان ہزاروں عابدوں سے بہتر ہیں جو رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں اور تمام روز روزہ رکھتے ہیں؛ اور عالم کی ایک روز کی عبادت، جاہل عابد کی چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے"۔[31]

حسن سلوک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ آپ ہمیشہ دوسروں کے کام کر کے خوش ہوتے تھے۔ تصوف اور سلوک میں بھی احترام انسانیت اور رواداری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ صوفیاء کرام کے حسن سلوک، رواداری اور برداشت سے ہی متاثر ہو کر لوگ ان کے حلقہ ادارت میں شامل ہوتے گئے۔ حضرت بابافرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں نبی کریم کی زندگی میں سے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ:

---

[28] ۔ حضرت بابافرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 133

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyā', 133.

[29] ۔ ایضاً، 133/ Ibid., 133.

[30] ۔ ایضاً، 229/ Ibid., 229.

[31] ۔ ایضاً، 232/ Ibid., 232.

"اے درویش! ابو سعید مکہ کے بڑے آدمیوں میں سے ایک بڑے آدمی کے دروازے پر کسی ضرورت کے تحت گئے۔ وہ بزرگ ورد و وظائف میں مشغول تھے۔ ابو سعید ناکام واپس ہوئے۔ وہاں سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ بہت زیادہ دلگیر اور افسردہ ۔ چونکہ رسول اکرم علیہ السلام روشن ضمیر تھے۔ انہوں نے نور رسالت کے ذریعہ سب کچھ جان لیا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم اس قدر افسردہ کیوں ہو؟ انہوں نے جواب دیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ضرورت لے کر فلاں بزرگ کے دروازے پر گیا تھا؛ وہ درود و وظائف میں مشغول تھے، میں نامراد واپس ہوا۔ یہ سن کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،ان پر واجب تھا کہ وہ ضرورت مندوں کے کام کی طرف متوجہ ہوتے، کیوں کہ انصاف یہی تھا کہ ورد و وظائف چھوڑ کر پہلے وہ تمہارے کام کی طرف توجہ دیتے اور تمہارا کام کر دینے کے بعد پھر ورد و وظائف میں مشغول ہوتے"۔[32]

رسول اللہ کا ادب واحترام

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو باہمی ادب واحترام کا درس دیا ہے۔ بوڑھے والدین کے سامنے اف کرنے کی اجازت نہیں۔ ماں کے قدموں میں جنت رکھ دی گئی۔ باپ کو جنت کا دروازہ کہا گیا۔ تصوف میں ادب کا مقام بہت بلند ہے۔ مرشد کے اشارے پر جان نچھاور کرنے والے مریدین ہیں۔ یہ درس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی تعلق سے ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ شیخ طریقت کا ادب واحترام بجالانے اور شیخ کامل کی اتباع کا درس دیتے ہوئے نبی پاک کے معمولات اور سیرت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ :

"ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنا چاہی۔ عبد اللہ بن عباس کے سوا کوئی حاضر نہ تھا۔ حضور نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ جب نماز شروع ہوئی

[32] ۔ حضرت بابافرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 217-218

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 217-218.

تو عبد اللہ بن عباس بہ خیالِ ادب پیچھے ہٹ آئے۔ حضور نے نیت توڑ کر پھر انہیں برابر کھڑا کر لیا۔ یہ پھر پیچھے ہٹ آئے یہاں تک کہ تین چار بار ایسا ہوا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں پیچھے وہٹ جاتے ہو؟ عبد اللہ بن عباس نے عرض کی میری کیا مجال ہے جو رسول خدا کے برابر کھڑا ہو سکوں۔ حضور کو ان کا حسب ادب بہت پسند آیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی کہ۔۔۔یعنی اے خدا! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما"۔[33]

فضائل تلاوتِ قرآن

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ نزول قرآن کا بنیادی مقصد قرآن سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے لیکن اس کی تلاوت بھی باعث اجر و ثواب ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

((پس (قرآن) پڑھو، جو اس میں سے آسان ہو۔[34]))

تلاوت قرآن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔[35])

قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے احکامات و فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ارشادات میں تلاوت قرآن کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے۔ ان کے ملفوظات میں متعدد بار اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ انہوں نے اجر و ثواب کے علاوہ تلاوت قرآن پاک کو مشکلات سے نجات حاصل کرنے، بیماریوں سے بچنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے ذریعے کے طور پر اختیار کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ ملفوظات سے اس کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

---

[33] ۔ بابافرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، 110

Bābā Farīd al-Dīn Masʿūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb, 110.

[34] ۔ سورۃ المزمل:20/ .Sūrat al-Muzzammil 73:20

[35] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری:5027

Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, ḥadīth no. 5027.

"اے درویش! ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ، جب تک ختم قران نہ کر لو نہ سوؤ۔ دوسرے جب تک جہاد نہ کر لو، تیسرے جب تک اللہ تعالی کو راضی نہ کر لو، استراحت اور سونے کے لیے بستر پر مت جاؤ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پانچوں شرائط زبان مبارک سے بیان فرمائیں تو اصحاب کو بڑا تعجب ہوا۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پانچ کام ایک رات میں کس طرح کیسے جاسکتے ہیں؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ کیسے جاسکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ جو شخص چاہتا ہے کہ ایک رات میں ختم قرآن کرے، وہ 25 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ لے؛ تو گویا اس نے جہاد کر لیا۔ اور جو شخص مجھ کو خوش کرنا چاہتا ہے، وہ 100 مرتبہ مجھ پر درود بھیجے؛ گویا اس نے مجھ کو خوش کر لیا۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ ہر شب کو حج کرے، تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم پڑھے؛ گویا اس نے حج کر لیا اور جو شخص چاہتا ہے کہ خدائے عزوجل کو راضی کرے، تو وہ رات میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ 72 مرتبہ پڑھے"۔[36]

"اے درویش! رسول صاحبِ طریقت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اخلاص کو قران مجید کا تہائی فرمایا ہے"۔[37]

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو کوئی رنج و غم یا کوئی (سخت) مرحلہ پیش آئے تو اسے چاہیے کہ جب وہ صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے 'لا حول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم، یا فرد یا وتر یا احد یا صمد"۔[38]

[36] ۔ حضرت بابافرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 100-101

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyā', 100-101.

[37] ۔ ایضاً، 101/ .Ibid., 101

[38] ۔ بابافرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، 145

Bābā Farīd al-Dīn Mas'ūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb, 145.

"ربنالا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وحب لنامن الدنک رحمۃ۔۔۔ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے اور صحابہ حضرت کے گرد حاضر تھے اور سابقہ پیغمبروں کا حال بیان ہورہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل کیونکر مطمئن ہو کہ میں باایمان جاؤں گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس سوال پر متفکر ہوئے۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! میں یہ آیت لایا ہوں جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو گا اور امید ہے کہ وہ باایمان ہی جائے گا"۔[39]

" رب الجعل ھذا البلد آمنا۔۔۔ ان نعبد الاصنام '۔۔۔ ایک دن حضرت رسول اللہ تشریف فرماتھے اور صحابہ حضور کے گرد بیٹھے ہوئے نصائح سن رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! مجھ کو کوئی ایسی چیز بتایئے جس کے باعث میں اور میری اولاد بت پرستوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوچنے لگے کہ اس کو کیا چیز بتاؤں، کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی؛ کہ یارسول اللہ! خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ آیت اس کو تعلیم کیجئے اور حکم دیجیے، کہ اس کو بکثرت پڑھا کرے؛ خداوند تعالیٰ اس کو بت پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔[40]

نماز باجماعت کی اہمیت

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ ہوئی تو حضور تین روز مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ تیسرے روز بلال رضی اللہ عنہ نے حجرہ شریف کے دروازے پر جا کر عرض کی کہ الصلوٰۃ، یارسول اللہ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ سے کہو

[39] ۔ایضاً،147/ .Ibid., 147

[40] ۔بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، راحت القلوب، 151-152

Bābā Farīd al-Dīn Masʿūd Ganj Shakar. Rāḥat al-Qulūb, 151-152.

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ آئیں تاکہ ہم مسجد میں چلیں۔ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضوان اللہ عنہم اجمعین حاضر ہوئے اور حضور اقدس ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے اور چاہا کہ امامت کریں، مگر طاقت نہ تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا"۔[41]

روزے کی فضیلت

حضرت شیخ ایک دن روزے کے فضائل پر درس دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے درس میں درج بالا حدیث مبارکہ کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا کہ:

" جب روزہ دار روزہ پورا کرتا ہے، اس کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ الحمد للہ! یہ اطاعت مجھ سے پوری ہوئی اور اس کی نعمت کا امیدوار ہوں"۔[42]

پھر فرمایا کہ:

" اے درویش! ہر بندگی کی جزا مقرر ہے۔ روزہ کی جزا دیدار الٰہی کی نعمت ہے۔ یعنی روزہ دار، روزہ پورا کرنے کے بعد شادمان ہوگا؛ اور اس نعمتِ دیدار کی وجہ سے اس کو خوشی ہوگی"۔[43]

ملفوظات کے تنقیدی مطالعے اور محررہ بالا اقتباسات کو سامنے رکھتے ہوئے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور احادیث پر مبنی کافی کلام موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کی درخشندہ مثال ہے۔ آپ نے ہمیشہ فقر و درویشی اختیار کیے رکھی۔ آپ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا، ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ فقر و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گھر میں کئی کئی دن تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ ملفوظات میں نبوی زندگی کی یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔

---

[41] ۔ایضاً، 172-173-174/ .Ibid., 172-173-174

[42] ۔حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، اسرار الاولیاء، 248

Ḥaḍrat Bābā Farīd al-Dīn Ganj Shakar. Asrār al-Awliyāʾ, 248.

[43] ۔ایضاً، 249-248/ .Ibid., 248-249

ملفوظات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت بابا فرید نے نہ صرف قرآن و حدیث کی زبانی تعلیم دی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عملی طور پر کاربند ہو کر عظیم الشان کامیابیاں سمیٹیں۔

ملفوظات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں نبی کریم کی سیرت و اخلاق کے ساتھ ساتھ دیگر مشائخ کی زندگیوں سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے؛ اور بطور خاص تصوف کے اسرار و رموز پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ چوں کہ ان صوفیاء کرام نے اپنے اپنے علاقے کی مقامی اور عام فہم زبان میں وعظ و نصیحت کا اہتمام کیے رکھا جس سے ان علاقوں کی بڑی آبادی دین کی طرف راغب ہوئی۔ ان صوفیاء کرام نے اپنا تعلق اور میل جول عوام سے رکھا اس لیے ان کے ملفوظات اپنے اندر پند و نصائح کے ساتھ ساتھ اس دور کی تاریخ بھی سموئے ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں جب صرف بادشاہوں اور نوابوں کی تاریخ مرتب کرنے کا رواج تھا، اس وقت یہ ملفوظات عوام کی زندگی کے معمولات اور رسوم و رواج کو زندہ کرنے کا ذریعہ بنے ہیں۔

چونکہ صوفیاء کے فیوض و برکات زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوتے ہیں، اس لیے تجویز ہے کہ موجودہ دور میں جب ہر طرف لادینی، جاہلانہ انتہاپسندی، نفسا نفسی، بے مروتی اور عدم برداشت کا ایک انبوہ عظیم انسان کے مد مقابل ہے؛ وہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صوفیاء کرام کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنا کر، دنیا کو جنت نظیر بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔